

عظمت صدق کا قطب نما

عقیدہ ختم نبوت اساس اسلام ہے۔ اس پر قرآن کریم کی نصوص قطعیه موجود ہیں۔ حبیب کبریا، مراد زمین و زماں، تمنائے کون و مکان، سرورِ سروراں، نبی آخر الزماں حضرت محمد و احمد مصطفیٰ و مجتبیٰ ﷺ کے ارشادات مقدسہ دلائل و براہین ماجیہ ہیں کہ آپ ﷺ پر دین کامل ہو گیا، آپ ﷺ پر سب نعمتیں نچھاور کر دی گئیں، آپ ﷺ پر کل جنتیں ختم کر دی گئیں، آپ ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کی ظلی، بروزی، تشریحی غیر تشریحی نبی پیدا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اب مکالمت و مخاطبت الہیہ کا دروازہ بند اور وحی منقطع ہو چکی۔ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب اور مسلمان آخری امت ہیں۔ ذرا دیکھئے تو! کس قدر محکم، غیر مبہم اور تاویل نا آشنا الفاظ ہیں:-

۱- ”اے میرے محبوب ﷺ اعلان فرما دیجئے کہ میں تم سب کی طرف (جَمِيعًا) اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔“ (القرآن الحکیم)

۲- ”محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور ختم کرنے والے ہیں سب نبیوں کے۔“ (القرآن الحکیم)

۳- ”میں ان تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“

(کنز العمال ص ۱۰۱ جلد ۶، رواہ ابن سعد و ترجمان السنۃ ج ۱ ص ۴۰۰)

۴- ”تحقیق میری امت میں تیس بڑے بڑے کذاب پیدا ہوں گے اور ہر ایک کا یہ گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی

نبی نہیں۔“ (رواہ مسلم)

۵۔ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔“

(ترمذی و مشکوٰۃ باب مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

معلوم ہوا حضور سرور کائنات ﷺ کا منصب ختم نبوت امت مسلمہ کے عقائد میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے ہر مدعی اسلام کا اس امر پر غیر مشروط اور غیر متزلزل ایمان رکھنا از بس ضروری ہے کہ آبروئے خدا یتیم مکہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی معنی یا مفہوم کے تحت کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جو کوئی ایسا دعویٰ کرے گا مرتد ہو جائے گا اور ایسے بے ایمان کے لیے آقائے نامدار ﷺ نے موت کی سزا مقرر فرمائی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مسلمہ کذاب کے خلاف جہاد اس کا بین ثبوت ہے۔ جس میں سات سو جلیل القدر حفاظ قرآن اصحاب رسول علیہم الرضوان نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا مگر تجلیل دین اور عقیدہ ختم نبوت پر آج نہ آنے دی۔ سیرت صحابہؓ کا یہی باب تحریک تحفظ ختم نبوت کا سر آغاز ہے اس واقعہ کے بعد جب بھی کسی متعنی نے سراٹھایا عشاق رسالت نے ایسی ہی جانفزا کارروائی کر کے حضور ختمی مرتبت ﷺ کے ناموس اطہر کی حفاظت کا فریضہ بکمال و تمام انجام دیا۔ ایسی تمام آزمائشیں دراصل یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی خلاف اسلام قبیح سازشوں کا شاخسانہ ہوتی تھیں یہ ہمیشہ سے مسلمانوں کے حریف بے لگام ہیں۔ وہ انہیں کسی کل چین نہیں لینے دیتے۔ انہیں پھلتا پھولتا دیکھنا ان کے بس ہی میں نہیں۔ یہ شیاطین دام دہل و تلبیس پھیلاتے اور غفلت شعار مسلمانوں کو بھینچتے ہیں۔ تشکیک کی ایسی زگ زگ بناتے ہیں کہ پناہ بخدا۔ دوستی کے روپ میں دشمنی کرنا ان پر بس ہے۔ گندم نما جو فروش والی ضرب المثل ان پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے گھناؤنے روپ میں بغرض تجارت برصغیر وارد ہوئے۔ پر پرزے نکالے، دوستیاں گٹھیں، انسانی ضمیروں کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا۔ زمینیں خریدیں اور مسلم ہندوستان پر قابض ہو گئے، غیرت مند مسلمانوں نے بھر پور مزاحمت کی استخلاص وطن کی جنگ میں بے پناہ قربانیاں دیں، زینت زنداں ہوئے، دارورسن سے کھیلے، عبور دریائے شور کی سزائے حقدار ٹھہرے، خاک و خون میں تڑپے، پابجولاں چلے مگر وہ سرمو لکھے جھکے نہ کبے بلکہ دیوانہ وار اپنی جانیں بچھاور کرتے رہے۔ فرزند ان اسلام کی اس ادا پر استعماری حیلہ جو حواس باختہ ہو

گئے۔ قدرے سنبھل کر ٹوہ لگائی تو معلوم ہوا فقط عقیدہ جہاد نہیں اس قدر نڈر اور بے باک کر دیتا ہے کہ وہ مرنے سے ہچکچاتے نہیں۔ شاطروں نے سر جوڑے اور طے کیا کوئی ظلی نبی تیار کیا جائے۔ ”ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کا ورود“ (Arrival of British Empire in India) نامی کتاب میں یہ پوری کتھا رقم ہے۔ تھوڑی سی کوشش سے ڈی سی سیالکوٹ کے دفتر کا ایک ضمیر خمیر فروش ملنٹی ان کے ہاتھ لگ گیا۔ ملکہ وکٹوریہ نے اپنے اصطلاحی اور سیاسی عاشق مرزا قادیانی کی خوب سرپرستی کی۔ جس سے یہ ”خود کاشتہ پودا“ برگ و بار پکڑنے لگا۔ کاتھ کی کھوپڑی والا مرزا شہہ ملنے پر اسقدر گستاخ اور دریدہ دہن ہو گیا کہ بہ یک جنبش لب دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر یہود و ہنود نما اور جانے کیا کیا بنا ڈالا۔ ایسی قاف و دال لکھی کہ کتوں کووں کو بھی گھن آئے۔ مختلف النوع دعاوی کا انبار لگا دیا ان میں خطرناک ترین اس کا دعوائے نبوت و رسالت ہے جس کی آڑ میں حرمت جہاد کا فتویٰ دے کر حکومت برطانیہ کو رحمت خداوندی قرار دیا۔ اس اٹھو کہ روزگار، مجہول سیرت اور مسخ رو شخص کی خیانتوں پر مسلمانوں کا برہم ہونا فطری بات تھی۔ وہ حبیب رب العالمین کی شان اور ردائے ختم نبوت کی جراثیم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ علمائے ہند نے اس فتنہ گر کا تعاقب فرض سمجھا۔ اول اول علمائے لدھیانہ نے اس گروہ خنازیر کی تکفیر کی۔ بعد ازاں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، قطب العالم حضرت سیدنا مہر علی شاہ گولڑوی، مناظر اسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے اس شجر مغلطہ کے برگ و بار کاٹے، مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر محمود نیلے پر دھلا نکلا اس کی ارتدادی سرگرمیوں کو تخت افرنگ نے ایک بار پھر چھپر چھاؤں مہیا کی جو اس کی زباں درازیوں میں اضافے کا باعث بنی۔ ایسے میں محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ علیہ کی سرپرستی اور سید الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق سالار احرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی حنیف احرار، شیخ حسام الدین مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہم اللہ کی قیادت و سیادت میں زبردست مزاحمتی تحریک برپا کی گئی۔ قادیان کی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت احرار کانفرنس نے اس باطل ارزل کے سر پر گرز البرز جسٹس کا کام کیا۔ حتیٰ کہ مرزا بشیر محمود کی کوک فریاد پر سلطنت برطانیہ نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ سچ فرمایا بزرگوں نے کہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد بھی مزاحمتی تحریک جاری رہی۔ مرزا بشیر محمود نے عالمی استعمار کے بدترین گماشتے سر ظفر اللہ کے جلوس میں مسلمان پاکستان کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ اس کے اقوال و افعال کی جارحیت اور اس سے بڑھ گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ ۱۹۵۲ء کے آخر تک پاکستان مرزائیوں کے قبضے میں ہو گا۔ بد قسمتی سے حکومت پاکستان مجموعی طور پر ان سے خائف بھی تھی اور بھرپور مددگار بھی۔ ان لرزہ خیز حالات میں علمائے امت نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر بارے دیگر صف بندی کر کے حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سربراہ بنایا، پھر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ظفر اللہ کی وزارت خا رجہ سے برطرفی کا مطالبہ کیا جسے تسلیم کرنے سے خواجہ ناظم الدین نے صاف انکار کر دیا تو خدا کاران ختم نبوت نے بھی راست اقدام شروع کر دیا۔ جلے جلوس نکلنے شروع ہو گئے۔ سرکار برطانیہ کی ہدایت پر مارشل لاء نافذ کر کے عسکری جلا د جنرل اعظم خان کے ذریعے اس تحریک مقدس کو لہو میں نہلا دیا گیا۔ ہزاروں عشاق رسالت نے پیاس ناموس رسالت بڑی فراخ دلی سے اپنی حقیر جانوں کے نذرانے پیش کیے، وابستگان دامن مصطفیٰ ﷺ شہیدایان ختم نبوت کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا، ان پر جو رستم کی انتہا کر دی گئی، ہزاروں شہداء کے لاشے جلا کر ان کی مقدس راکھ شب تار میں دریائے راوی میں بہا دی گئی۔ بقول شاعر۔

کتنے توپوں سے باندھے اچھالے گئے
کتنے راوی کی لہروں میں ڈالے گئے
کتنی ماؤں کی آنکھوں کے تارے گئے
جرم عشق رسالت میں مارے گئے
پھر بھی جذب و جنوں میں کمی نہ ہوئی
عشق کے مجرموں میں کمی نہ ہوئی

لاریب ۱۹۵۳ء کا ذبح عظیم جب رسول کا ثمرہ تھا، یہ اہل ایمان کا شعار تھا، یہ اہل وفا کی روایت کا تسلسل تھا، یہ شہدائے جنگ یمامہ کی ریت اور پریت نبھانے کا انداز پر جلال و جمال تھا، یہ خالد بن ولید کے تہور کا اظہار قوی تھا یہ حضور ختمی مرتبت کی روائے ختم المرسلین کے تحفظ کا خوشنما جذب قوی تھا جس کا پیغام ابدی ہے بقول امیر شریعتؒ یہ معاملہ

عقل و خرد کا نہیں عشق و جنوں کا ہے اور یاد رکھو عشق پر زور نہیں ہوتا نہ اپنے آپ پر اختیار۔

خرد سے کہہ دو کہ جب رسولؐ سے پہلے
 سمجھ میں آنے سکے گا کہ کبریا کیا ہے
 ہم اہل دل ہیں ہمارا یہی عقیدہ ہے
 بغیر حب نبیؐ دین ہے نہ دینا ہے

۱۹۷۴ء میں اس تحریک کا دور ثانی محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری،

جانشین امیر شریعت قائد احرار مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری، فدائے ختم نبوت آغا شورش
 کاشمیری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، علامہ محمود احمد رضوی، عاشق رسول علامہ شاہ
 احمد نورانی، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود اور ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہم
 اللہ کی انتھک جدوجہد سے بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا، مرزا قادیانی کی ذریعہ البغایا کو آئینی
 طور پر نامسلمان اقلیت قرار دے دیا گیا۔

صبا کے دوش نازک پر خبر آئی بجز اللہ
 جداگانہ اقلیت ہیں مرزائی بجز اللہ

اس عہد ناہنجار میں یہ گروہ غارنگراں مکروہات کی عجیب و غریب فصلیں اگا کر
 نسل نو کو ایک بار پھر تشکیک کے قعر مذلت میں دھکیلنے کی نامشکور سعی میں روز و شب لگن
 ہے۔ معشک شکلوں کے مرزائی دانشور گروہ در گروہ تصنیف و تالیف میں ہمہ تن منہمک ہیں۔
 وہ گمراہی کو نوائے تازہ کا نام دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کے رد میں کئی گرامی
 قدر علماء اور مفکرین تحریری محاذ پر انہیں دندان شکن جواب دے کر فرزند ان امت کے ایمان
 بچانے میں لیل و نہار ایک کیے ہوئے ہیں۔ نئے دور کے نئے تقاضوں سے عہدہ برا
 ہونے کے لیے نژاد نو بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی وہ اپنا فریضہ کچھ ایسی لگن اور سرور و مستی
 سے انجام دے رہی ہے کہ صدقے واری ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ان میں فدائے ختم
 نبوت گرامی منزلت محمد طاہر عبدالرزاق کا رنگ ڈھنگ نرالا ہے۔ ان کا قلب و قلم عشق
 رسالت سے مستیز ہے، وہ تھا ایک ادارے کا کام کر رہے ہیں، تحفظ ختم نبوت پر وہ ان
 گنت کتب کے مصنف، مؤلف اور مرتب ہیں۔ انکی کلک گوہر بار کی جولانیاں اور
 خارا شکیاں عدیم النظر ہیں جنہیں انہوں نے آقائے کائنات، وجہ وجود ہر دوسرا، مخزن
 جو دو سفا، منزل، مدر، بیسین و طہ ا ختم المرسلین شفیع المذنبین سید الاولین و لا آخرین حضرت محمد

مصطفیٰ احمد مجتہبی رحمۃ اللہ علیہ کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے ساتھ وقف کر رکھا ہے۔ ان کی موجودہ کاوش اسی تقدس مآب سلسلے کی مسعود کڑی ہے۔ جو ظلمت کذب میں عظمت صدق کا قطب نما ہے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں جنم لے کر بیسویں صدی کے اوائل تک مرزائیت کے ناسور نے اپنی جڑیں پھیلانے اور مستحکم کرنے کے لیے کیا کیا قلابازیاں کھائیں، مکرو ریا کے کونے دام ہائے ہمرنگ زمین بچھائے ارتداد کے کیا کیا قاعدے نکالے، پھر اکیسویں صدی میں کیسے کیسے تراشیدہ افرنگ الہامات کی تشہیر کی، اب امریکہ و برطانیہ اپنے خود کاشتہ پودے کی آبیاری کے لیے کن کن ویسہ کاریوں اور استبدادی حیلہ ساز یوں کا سہارا لے رہے ہیں یہ ایک طویل تیرہ و تار اور دلدوز داستان ہے۔ ان کٹھن حالات میں بھی میرے ممدوح نے حوصلہ نہیں ہارا کہ ان کے قلب مضطرب میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر بیکراں موجزن ہے۔ انہوں نے مختلف اکابر علماء اور دانشوران امت محمدیہ کے انتہائی پر مغز مقالات گہری تحقیق کے بعد ترتیب دے کر کتابی شکل میں جمع کر دیئے ہیں۔ احقر نے یہ رشحات اکابر حرفا حرفا پڑھے ہیں۔ میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ اس کے مطالعہ سے امت رسول کے پیردجواں بخوبی سمجھ سکیں گے کہ مسئلہ ختم نبوت کیا ہے؟ اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ نبی کی سیرت و کردار کتنے طیب و اطہر ہوتے ہیں؟ قرآن حکیم میں عقیدہ ختم رسالت کا کیا ثبوت ہے؟ تکمیل دین کے لیے ختم المرسلین کیوں ضروری ہے؟ حضور علیہ التحیہ والتسلیم کا منصب ختم نبوت کس طرح اساس دین ہے اور امت کو اس کا تحفظ کس طرح کرنا چاہیے، کہ کوئی دروغ گو لغتدر دعویٰ نبوت و رسالت کا اعلان نہ کر سکے، نہ مہدی و مجدد کا، بارگاہ ربوبیت پناہ سے اٹل یقین ہے کہ جناب محمد طاہر عبدالرزاق کی یہ مسعود سسی شرف قبولیت سے بالضرور نوازی جائے گی، یہ مسیلمہ و نجاب دجال قادیاں کی ذریت خبیثہ کے لیے زخمیمل انقلاب ثابت ہوگی اور اس کے گلے میں گھنٹرو بجنے لگیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

گدائے درختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
سید یونس الحسنی عفی عنہ